غربت کا یہ سفر یہ مصائب کی سختیاں   کیا جانے اب ہو صبح کہاں شام ہو کہاں
گھر میں خدا کے مل نہ سکی جب تجھے اماں   تیرے چمن سے دور رہے موسم خزاں
بچوں کی، عورتوں کی، جوانوں کی خیر ہو
شبیرؑ تیرے مرتبہ دانوں کی خیر ہو

جائیں جدھر بھی تاک میں بیٹھے ہیں اہلِ کیں   اک بے گنہ کے خون کی پیاسی ہے سب زمیں
مقصد اہم ہے رک نہیں سکتے امامِ دیں   ایسا سفر عجیب کہ منزل کہیں نہیں
یہ لو یہ دھوپ اہلِ حرم تک اثر نہ جائے
رستے میں تونس کر کوئی بچا گزر نہ جائے

کیا دہشتوں کی صبح ہے کیا وحشتوں کی شام   ہر موڑ، ہر روش پہ بچھا سازشوں کا دام
گھر میں خدا کے جب نہ ملا امن کا مقام   کیا جانے راستے میں ہو کیا ظلم کا نظام
کس کشمکش میں فاطمہؑ کا نورِ عین ہے
مکہ میں چین ہے نہ مدینہ میں چین ہے

اللہ رے جسارتِ اہلِ نفاق و کیں   محروم حج سے رہ گیا اصلِ اصولِ دیں
تاریخ کی جھکی ہے یہاں شرم سے جبیں   اسود ہے جس کا نام وہ سنگِ حرم نہیں
رنج و غم و ملال کا روشن چراغ ہے
کعبہ کے دل پہ مستقل اک غم کا داغ ہے

حق کی فضا میں نغمۂ باطل سما گیا   اب تک تو ایسا ظلم نہ دیکھا سنا گیا
احساس کے ضمیر پہ سکتا سا چھا گیا   اللہ رے یہ بھی دور زمانے میں آ گیا
حرفِ کرم کتابِ کرم میں نہ رہ سکا
جانِ حرم جوارِ حرم میں نہ رہ سکا

مکہ ہے سامنے یہ مدینہ ہے سامنے   یہ مسلم عقیل یہ کوفہ ہے سامنے
شبیرؑ کے جلال کا نقشہ ہے سامنے   کعبہ سے بڑھ کے حرمتِ کعبہ ہے سامنے
ترتیبِ کربلا کے مراحل ہیں سامنے
بانوؔ عجب دھڑکتے ہوئے دل ہیں سامنے

www.emarsiya.com

باب سوم

مسلم ابن عقیل

صحن چمن میں آمد فصل بہار ہے

کل بند : ۵۴ بند

تاریخ : ۱۶ر مئی ۱۹۶۸ء تا ۱۴ر جون ۱۹۶۸ء

محل : نرہی لکھنؤ

مسلمؑ ابن عقیلؑ

صحن چمن میں آمد فصل بہار ہے   گلہائے معرفت پہ غضب کا نکھار ہے
تعمیر سر بلند ہے تخریب خوار ہے   ہر سانس ایک جائزۂ اعتبار ہے
لے کر پیام جان رسالت مآب کا
کوفہ میں آرہا ہے نقیب انقلاب کا

وہ انقلاب قوت کردار جس کا نام   وہ انقلاب جرأت انکار جس کا نام
وہ انقلاب فطرت بیدار جس کا نام   وہ انقلاب عصمت افکار جس کا نام
وہ انقلاب قائم و دائم کہیں جسے
وہ انقلاب سیرت مسلم کہیں جسے

ذوق عمل ، شعور امامت لئے ہوئے   درس وفا خلوص رسالت لئے ہوئے
جرأت تصرفات مشیت لئے ہوئے   سیرت میں سب لطافت عصمت لئے ہوئے
اک امتیاز فضل و شرافت کی شان سے
ابن عقیل آیا ہے کس آن بان سے

کاندھے پہ اعتبار امامت کا ہے وہ بار   کہتے ہیں جس کو عصمت تبلیغ کا نکھار
منصوص رہبری کی ہے چھائی ہوئی بہار   سیرت سے نام، نام سے سیرت ہے آشکار
مسلم سکوت حق بھی ہے مسلم کلام بھی
مسلم مزاج و ذوق بھی مسلم ہے نام بھی

www.emarsiya.com

مسلم نگاہ حق بھی ہے مسلم خیال بھی　　مسلم جمال ذوق بھی ذوق جمال بھی
مسلم کمال نفس بھی نفس کمال بھی　　مسلم جواب حق کا بھی مسلم سوال بھی
شبیریت کی کامل و محکم کتاب ہے
ہاں تیرا انتخاب بھی کیا انتخاب ہے

اک انتخاب دین کی نصرت کہیں جسے　　اک انتخاب حق کی حمایت کہیں جسے
اک انتخاب نشر صداقت کہیں جسے　　اک انتخاب اپنی نیابت کہیں جسے
وہ یوں ہے شاہ کی نگہ انتخاب میں
الحمد جس طرح ہے خدا کی کتاب میں

ہے کاروبار دین وہی نظم نسق وہی　　اخلاص کی کتاب وہی ہے ورق وہی
درس عمل خلوص یقیں کا سبق وہی　　اقدام کا مزاج وہی درس حق وہی
ہر سانس آئینہ ہے شہ مشرقینؑ کا
سینہ میں ھے دھڑکتا ہوا دل حسینؑ کا

تنظیم حق کی بھوک وہی پیاس ہے وہی　　اعلان کا لحاظ وہی پاس ہے وہی
رنگ چمن الگ ہے پہ بو باس ہے وہی　　لفظیں الگ لطافت احساس ہے وہی
وہ ربطِ معنوی جو نماز و اذاں میں ہے
وہ ربط شہؑ میں اور تری داستاں میں ہے

حق کا جو اعتبار ہے وہ حق روی ملی　　جو ناز زندگی کا ہے وہ زندگی ملی
عرفاں ملا خلوص ملا، آگہی ملی　　ذہن و ضمیر و ذوق کی پاکیزگی ملی
سیرت جو ایسی شہ کی عنایت سے مل گئی
ایسی سجی کی سرحد عصمت سے مل گئی

تیرا وقار نفس، تری شان مرحبا　　کردار میں ہے سیرت شبیرؑ کی ضیا
قول وعمل، سکوت و بیاں، جراءت و وفا　　سبط نبیؐ کی حسن توجہ کا آئینہ
آئینہ وہ جو عکس ہے آئینہ ساز کا
جامہ پہن لے جیسے حقیقت مجاز کا

www.emarsiya.com

شانِ سخن میں جذب مسلماں دکھا دیا　　حُسن عمل سے مقصد قرآں دکھا دیا
اپنے چلن سے جادۂ ایماں دکھا دیا　　انساں کو حُسن سیرت انساں دکھا دیا
منزل کہ جو رسولؐ کی تھی یا امام کی
کوفے میں آکے تو نے وہ حجت تمام کی

کوفہ میں بے حسی کے وہ آثار ہر طرف　　ظلم و ستم کا گرم وہ بازار ہر طرف
سکوں کی سیم و زر کی وہ جھنکار ہر طرف　　بکتے ہوئے وہ سیرت و کردار ہر طرف
ہر فرد چلتی پھرتی ہوئی لاش دیں کی ہے
جیسے گماں کی قبر میں میت یقیں کی ہے

ٹھٹھرے ہوئے وہ ذہن لرزتے ہوئے جگر　　تہذیب و ذکر و فکر کی الجھی ہوئی نظر
مضطر نظام شام کی ظلمت لئے سحر　　تنظیم حق کے نام پہ باطل کا کروفر
آواز حق کی لب پہ نہ ہے چشم و گوش میں
بے ہوشیوں کا راج ہے دنیائے ہوش میں

سہمے ہوئے شعور لرزتے ہوئے یقیں　　افسردہ حق کا ذوق فسردہ شعورِ دیں
باطل کے آستاں پہ وہ جھکتی ہوئی جبیں　　آدم کے رنگ و روپ میں شیطان کے امیں
دشمن خود اپنی ذات کے خود اپنے بخت کے
بندے تھے تاج کے تو پجاری تھے تخت کے

انصاف سے گریز تھا طاقت کے خوف سے　　تھا دیں سے انحراف جہالت کے خوف سے
باطل کو حق بتائیں حکومت کے خوف سے　　تھا عدل سے فرار شقاوت کے خوف سے
غیرت نہیں، حمیت و شرم و حیا نہیں
ہر خوف سے دوچار جو خوفِ خدا نہیں

ہر گام ایک کرب تو ہر سانس اک فغاں　　مفلوج زندگی کے وہ ہر موڑ پر نشاں
الجھے ہوئے کلام اٹکتی ہوئی زباں　　اُس غفلت مہیب کی حد کیسے ہو بیاں
لب پر نفاق کفر کا دل میں سرور تھا
خود کو گناہگار دکھا کر غرور تھا

دل کو لحاظ بات کا اپنی نہ تھا ذرا　　پیروں سے اپنے روندے ہوئے سیرت وفا
بد طینتی پہ ناز فریبوں پہ فخر تھا　　کلمہ تھا لب پہ ابن زیاد و یزید کا
دعوائے دیں پہ ظلم کبھی یوں ہوئے نہ تھے
انساں گرے تو تھے مگر ایسے گرے نہ تھے

فکر و نظر کا طینت و سیرت کا جائزہ　　اظہار دیں خلوص دیانت کا جائزہ
قول و عمل کا حق و صداقت کا جائزہ　　کوفے میں آ کے کوفے کی حالت کا جائزہ
قلب و نگہہ کو فکر تری تولتی رہی
لب پر رہا سکوت نظر بولتی رہی

اُن مرحلوں پہ وہ تری تبلیغ کے نشاں　　اخلاص کی سعید کے وہ پائیداریاں
صل علیٰ خلوص بریرؔی کی داستاں　　مسلم کا اور حبیب کا وہ عزم کامراں
تبلیغ حق سے رنگ ترے لائی کربلا
کوفے کی روح کھنچ کے چلی آئی کربلا

چالیس اعتبار کے پیکر عطا کئے　　حق کے معین دین کے یاور عطا کئے
صبر و ثبات و عزم کے جوہر عطا کئے　　مہکے ہوئے وفا کے گلِ تر عطا کئے
وہ گل جو غرق رنگ فروع و اصول تھے
محسن نبیؐ کے فدیۂ آل رسولؐ تھے

پھولا تھا کربلا میں شہادت کا جو چمن　　نشو نما میں اس کی ہے تیرا بھی بانکپن
عرفان حق میں وہ ترے اخلاص کی پھبن　　خود اعتمادیوں میں بزرگوں کا وہ چلن
ماحول مضطرب میں غضب کا سکون تھا
تیری رگوں میں بھی ابوطالب کا خون تھا

وہ سازش نفاق کا اک دور پُر دغا　　لب اہل حق کے بند دہن کذب کا کھلا
اپنی زبان، اپنا بیاں، اپنا مدعا　　تمئیز خیر و شر کی کسے فکر تھی بھلا
نشر فریب و مکر بنا ہر دلیل کی
مجروح کی تھی ظلم نے سیرت عقیل کی

www.emarsiya.com

اہل نفاق کا یہ مسلسل رہا شعار　　ہو دامن شرف ابوطالب کا داغدار
گاہے خود ان پہ وار ہے گاہے پسر پہ وار　　لازم یہ ہے کہ اہل نظر اہل اعتبار
الجھن بلا سبب نہ کسی قال و قیل میں
دیکھیں ذرا عقیل کو نسل عقیل میں

وہ نسل جس میں عزم کے جوہر عمل کی شاں　　وہ نسل جس کی موت حیات ابد نشاں
وہ نسل جو ہے حامل ایثار کامراں　　مسلّم ہیں جس کی سرخئی معیار داستاں
وہ نسل جس نے اصل کا جوہر دکھا دیا
اپنے کو جس نے کرب و بلا میں مٹا دیا

ارباب ظلم و جور کی نیت دکھا دی سب　　اجداد کے خلوص کی فطرت دکھا دی سب
ماحول حق کی پاکئِ سیرت دکھا دی سب　　جان عقیل تو نے حقیقت دکھا دی سب
خون جگر سے حق کے گلستاں کھلا دئے
کیا اعتبار نسل کے جلوے دکھا دئے

تیری وفا کی شان پہ صل علیٰ کہیں　　سبط نبیؐ کو حق تو تجھے حق نما کہیں
اک فکر سی تھی کیا نہ کہیں اور کیا کہیں　　وہ حق کی شاہراہ جسے کربلا کہیں
تیرا عمل تھا تیرے ارادے کی شان تھی
وہ ابتدا میں تیرے قدم کا نشان تھی

اُس انتشار میں وہ توازن کے معرکے　　وہ مستقل نظام سکوت و کلام کے
عصمت کے آئینے ہیں صداقت کے آئینے　　کوفے کی رہگذر پہ ہیں نقش قدم ترے
ہر ہر قدم پہ جذب و اثر ہے حسینؑ کا
تیرے قدم ہیں اور سفر ہے حسینؑ کا

کیوں کر جواب ہو روش ظلم و جور کا　　حق کیا ہے اور مزاج ہے مظلومیت کا کیا
کیا سر کیا ہراول شہؑ تو نے معرکا　　کوفہ ہے تیری سیرت یکتا کا معجزا
کس کی ہو پیروی کوئی عنواں بہم نہ تھا
یعنی کہ سامنے کوئی نقش قدم نہ تھا

نقشِ قدم کہ کیسے چلیں کس طرف چلیں   کیا صورت کلام ہو کس وقت چپ رہیں
آگے بڑھیں تو کیسے بڑھیں اور کدھر بڑھیں   پیچھے ہٹیں تو کیسے ہٹیں اور کہاں ہٹیں
واللہ ما حصل ہے ترا حاصلِ حسینؑ
وابستہ تجھ سے ہو کے تھا مستقبلِ حسینؑ

مستقبلِ حسینؑ کہ جو کربلا بنا   جو سر بہ سر ہے رفعتِ سیرت کا معرکہ
ہے صلح و جنگ کا ابدی ایک ضابطہ   جس کربلا کے بعد نہیں کوئی کربلا
تجھ پر بہ شانِ خاص نگاہِ رضا پڑی
اس کربلا کی خون سے تیرے بنا پڑی

اصلِ چمن حسینؑ چمن کی بہار تو   دستورِ حق حسینؑ ہیں حق اعتبار تو
ہیں صدقِ کل حسینؑ صداقت شعار تو   منزل حسینؑ دین کی ہیں رہ گذار تو
تو شاہ کوفہ بادشہ کربلا حسینؑ
تو ابتدا ہے جس کی ہوئے انتہا حسینؑ

توقیر تیری بڑھ کے بنی عز و شانِ صبر   عنوان بن گیا تو بنے داستانِ صبر
عزم و عمل تھا تیرا سکوت و بیانِ صبر   تیری روش کہ جس پہ چلا کاروانِ صبر
تیرا بھی امتحاں عجب امتحاں رہا
ماموم اور امام کے آگے رواں رہا

یک رنگیٔ مزاج وہ ہے عقل دنگ ہے   تقدیرِ کربلا کی تری صلح و جنگ ہے
تدبیرِ کربلا جو بنا تیرا ڈھنگ ہے   تصویرِ کربلا میں ترا آب رنگ ہے
جس سے بڑھا وقارِ چمن تو وہ پھول ہے
اقدامِ کربلا کا تو اصل اصول ہے

ذوقِ سفر کہ راہِ امامت پہ گامزن   ایثار وہ جو آلِ محمدؐ کا ہے چلن
تصویر میں علیؑ کے تفکر کا بانکپن   کردارِ حق ہے پرتو کردارِ پنجتن
حسنِ نظر نظر کو سوئے حق جو موڑ دے
جو اپنی زد پہ پا کے بھی دشمن کو چھوڑ دے

www.emarsiya.com

ابنِ زیادِ نحس کی تدبیرِ قتل پر   اربابِ فکرِ کوفہ رہے متحد مگر
کس درجہ تھی لطافتِ حق پر تری نظر   قبلِ وقوعِ جرم سزا کا نہیں گذر
جو دین کا شرف ہے وہ رفتار ہے یہی
ہاں نائبِ امام کا کردار ہے یہی

اے اعتبارِ مسلکِ دیں پیکرِ یقیں   اے عظمت و جلالتِ شبیرؑ کے امیں
زلفیں عروسِ کرب و بلا کی سنوار دیں   وہ ذمہ داریاں تری کتنی عظیم تھیں
الجھن ہو کچھ تو شانِ ہدایت پہ حرف آئے
بہکے ذرا قدم تو امامت پہ حرف آئے

یہ عزمِ حق وہ جرأتِ کردار مرحبا   حسنِ عمل خلوص یقیں جرأت وفا
ہر سانس ہے حسینؑ کے مقصد کا آئینہ   کوفے میں ہو رہا ہے یہ آغازِ کربلا
عنوانِ کربلائے شہِ مشرقینؑ ہے
اس کربلائے کوفہ کا بس تو حسینؑ ہے

دیکھے تو کوئی ذوقِ تولا کا ولولہ   ہے یادگار یکتا و تنہا کا ولولہ
حق کے دھنی کا دین کے شیدا کا ولولہ   شبیرؑ کے ہراول یکتا کا ولولہ
بے چارگی میں خود پہ بڑا اعتماد تھا
گویا نفس نفس میں حسینی جہاد تھا

اے مردِ کار معرکۂ اعتبار کے   اے ذمہ دار حجتِ حق آشکار کے
کیا عصمتی جلال ہیں آغازِ کار کے   یہ اجتہاد بعد شہِ ذوالفقار کے
بن کر ہے اعتبار کا شہکار دہر میں
پہلے پہل اٹھی تری تلوار دہر میں

تلوار جو ہے صورتِ تزئینِ زندگی   تلوار جو ہے منظرِ تحسینِ زندگی
وہ زندگی کا ناز وہ تمکینِ زندگی   تلوار جو ہے ضابطِ آئینِ زندگی
تلوار جو رضائے خدا کا جمال ہے
تلوار حق کے عدل کا جو اعتدال ہے

تفصیل اعتبار امامت ترا جہاد   دستور حق میں پارۂ عصمت ترا جہاد
شبیرؑ کے جہاد کی قوت ترا جہاد   کوفے میں کربلا کی امانت ترا جہاد
آغاز تیرا منظر انجام کربلا
تیرا جہاد سرخیٔ اقدام کربلا

یکبارگی بنا ہوا بگڑا جو رنگ سب   اس ہولناک رات کا کیونکر بیاں ہو اب
طوعہ کے گھر میں تجھ کو ملی تھی پناہ جب   تیرے لئے تو بس شب عاشور تھی وہ شب
ہر سانس اعتماد کا عالم سجا گئی
تصویر کربلا کی نگاہوں میں آ گئی

احساس اور لطافت احساس کامراں   دربار ظلم میں وہ حرارت وہ گرمیاں
دست علیؑ میں جیسے ہو تیغ شرر فشاں   ابن زیاد شوم سے وہ جرأت بیاں
شبیرؑ کے مزاج کا آئینہ دار ہے
مظلومیت کا ظلم کے مرکز پہ وار ہے

آئینۂ کمال حسینی تھا ہر کمال   وہ حق پہ اعتبار کا چھایا ہوا جلال
مظلومیت میں قوت کردار کا جمال   دربار قہر و ظلم میں وہ شان اعتدال
معصومیٔ خیال و نظر دیکھتے رہے
دشمن حسینیت کا اثر دیکھتے رہے

وہ صبر دلربا و ترا ضبط دلنشیں   قدموں پہ ارتقائے شرافت کی ہے جبیں
اے منظر شہادت شبیر کے امیں   جس شان سے نشیب میں آئے تھے شاہ دیں
اس شان اعتماد سے تو بام پر گیا
کبر و غرور ظلم کا چہرہ اتر گیا

ظلم و ستم کی راہ پہ وہ دور روز و شب   شہؑ آئیں سوئے کوفہ کہیں یہ نہ ہو غضب
بچے جو ساتھ ساتھ تھے کس حال میں ہیں اب   کیا کیا نہ قلب زار و حزیں پر نہیں تعب
بچوں کا ہے خیال کہ شہؑ کا خیال ہے
خنجر کے نیچے کیا دل مضطر کا حال ہے

www.emarsiya.com

وہ اقتدار عزم وہ اخلاص و اعتبار   وہ ذوق حق وہ شوق شہادت بروئے کار
وہ وقت ذبح ظلم کی سیرت پہ تیرا وار   حسن سکوں جو بن گیا قاتل کا اضطرار
شبیر کا مزاج جو پیش نظر رہا
ہنگام ذبح شکر کے سجدے میں سر رہا

پر ہول کیا وہ ذوق جگر خواریوں کا تھا   وہ بعد قتل تیرا جسد مورد بلا
حمزہ کے بعد پہلے پہل لاش پر جفا   کینہ غضب کا وہ بنی ہاشم سے دل میں تھا
کفر و نفاق میں اموی طور ایک ہے
بدلا ہوا ہے نام فقط دور ایک ہے

مکہ سے چل چکے ہیں امام فلک پناہ   پس چند منزلوں کی ابھی طے ہوئی ہے راہ
مسلم کے قتل کی خبر غم ملی جو آہ   حاضر حضور میں ہیں ابھی یاوران شاہ
اہل خلوص دیکھ رہے ہیں سوئے حسینؑ
ٹوٹا سفر میں ہائے غضب بازوئے حسینؑ

مسلم کی لاڈلی کو بلایا حضور نے   دست کرم جو سر پہ رکھا لطف خاص سے
بچی پہ کیا ہراس کے عالم گذر گئے   بے ساختہ زباں سے یہ نکلا ملول کے
ان شفقتوں سے جیسے کلیجہ دو نیم ہے
کیا ماموں جان اب یہ ستم کش یتیم ہے

آئے گی راس کیسے یہ بیچارگی مجھے   پیغام ہے ملال کا اب ہر خوشی مجھے
پہناتے ہیں لباس یہ کیوں ماتمی مجھے   کیا بابا جان اب نہ ملیں گے کبھی مجھے
اب صرف گردشیں مرے شام و سحر میں ہیں
میں تو سمجھ رہی تھی کہ بابا سفر میں ہیں

فرماتے ہیں حسینؑ سنبھالے ہوئے جگر   اے میری نور عین نہ مضطر ہو اس قدر
لازم یہ ہے کہ مرضیٔ حق پر رہے نظر   اللہ ان کے ساتھ ہے صابر ہیں جو بشر
حق کی خوشی کو ہاتھ سے کھوؤ گی اس طرح
کیا ہوگا ماں کا حال جو روؤ گی اس طرح

اک مرگ مستقل ہے یتیمی کی زندگی　　بیٹی یہ سچ ہے صبر کی صورت نہیں کوئی
ہاں شکر کر پدر کو سکوں سے تو رو تو لی　　میری نگاہ میں ہے سکینہ کی بیکسی
کیا جانے کس طرح سے سنبھالے گی آپ کو
وہ بدنصیب رو بھی سکے گی نہ باپ کو

بانوؔ یہ درد و داغ لئے غم کا اقتدار　　جادے کا وہ یقیں یہ قیادت کا اعتبار
مجبوریٔ تمام میں وہ شان اختیار　　ہے مشکلوں کا نام بھی ذوق سفر پہ بار
مسلم کی موت کا ہے جو انداز سامنے
ہے مصرف حیات کا ہر راز سامنے

●●●

باب چہارم

ترک حج تا آمد زہیر

مکہ میں امن مل نہ سکا جب حسینؑ کو

کل بند : ۵۶ بند

تاریخ : از ۵/مارچ ۱۹۶۹ء تا ۱۲/مارچ ۱۹۶۹ء

محل : نزہی۔ لکھنؤ

www.emarsiya.com